بہرحال آج آنجہانی ماؤ کا معاملہ کائنات کے خالق کے سامنے ہے، انہوں نے مادی انقلاب سے قوم کو ہمکنار کر دیا۔ ہم ان کی خوبیوں کی تحسین کرتے ہیں۔ اور چینی قوم کے ساتھ اس غم میں شریک ہیں۔ مگر یہ اعلان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ عالم انسانیت کے حقیقی خیر خواہ اور عظیم انقلابی صرف محمد عربی علیہ السلام تھے ان کا انقلاب امر اور غیر فانی ہے۔ نسخۂ فلاح صرف اسی کی تعلیمات ہیں، باقی سب فلسفے ہیچ اور ساری شخصیتیں فانی ہیں اور جلد یا بدیر ساری بنی نوع انسانیت کو یہ ابدی صداقت تسلیم کرنی ہے۔

آہ! مولانا مارتونگ مرحوم

۲۳ رجب ۹۶ھ بروز جمعرات زوال آفتاب کے بعد تین بجے ہزارہ کے کوہستانی علاقوں میں علم و فضل کا ایک ایسا آفتاب غروب ہو گیا جس کی ضیاء باریوں سے پون صدی تک ایک عالم فیضیاب ہوتا رہا۔ بقیۃ السلف شیخ الکل جامع المعقول والمنقول علامہ مولانا خان بہادر عرف مولانا مارتونگ صاحب قدس سرہ العزیز کا انتقال ہو گیا عمر مبارک ۸۰-۸۵ کے لگ بھگ ہو گی پچھلے چند سالوں سے صاحب فراش تھے۔ جمعرات کی ظہر کو دورۂ قلب پڑا اور تھوڑی دیر بعد واصل بحق ہو گئے۔ دوسرے دن نماز جمعہ کے بعد انہیں اپنے گاؤں مارتونگ علاقہ چکیسر کے خاندانی قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ نماز جنازہ ان کے بڑے صاحبزادہ مولانا رشید احمد نے پڑھائی اور دشوار گزار راستوں کے باوجود اطراف واکناف سے علماء، صلحاء اور عام مسلمانوں نے اس میں شرکت کی۔

حضرت مرحوم بھی ان اکابر علم و فضل میں سے تھے جن کی ذات علم و عمل، زہد و تقویٰ، تبحر و رسوخ کی جامع اور شریعت و طریقت کی سنگم ہوتی ہے۔ ایسی عبقری شخصیتوں کے حالات ہم صرف کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ زوال و اندراس علم کے اس دور میں ایسے نمونے عنقا نہیں تو کمیاب ضرور ہیں، مولانا مرحوم نے ساری زندگی دین اور علوم دین کی تدریس میں گذاری، تصوف و سلوک، اصلاح و تزکیہ نفوس کے کام میں بلند مقام پر فائز تھے، علوم عقلیہ، منطق، ریاضی اور فلسفہ میں تو اپنے دور میں امامت کا منصب رکھتے تھے۔ مگر اس میدان میں معقولات کے کلاسیکل کتابوں پر کامل عبور اور دن رات مطالعہ و تدریس کے باوجود مشاغل اور باطنی و ظاہری کیفیات و احوال پر خشک عقلیت اور فلسفیانہ خصوصیات کا سایہ تک نہیں پڑا تھا بلکہ زندگی عبادات و اعمال اور توجہ الی اللہ استغراق و انابت میں ڈوبی ہوئی تھی نام و نمود اور نمائش سے کوسوں دور اور کفاف حیات پر قانع و صابر رہے فقر و سادگی کی ایسی تصویر کہ ہر ہر حرکت سے سادگی اور بے نفسی ٹپکتی تھی۔ بانیٔ ریاست سوات میاں گل عبدالودود صاحب کے نہ صرف مقربین میں سے بلکہ انکے مقتداء اور استاذ تھے مگر اصرار کے باوجود انکے شاہی محل میں قیام اور تمام شاہی مراعات پر مینگورہ کی ایک چھوٹی سی مسجد کے حجرہ میں طلبہ کے ساتھ گھاس اور چٹائیوں پر سکونت کو ترجیح دی۔ علمی تعمق اور پختگی بے مثال تھی اور حافظہ بے نظیر، معقولات کے علاوہ علوم حدیث میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے زندگی کا ایک بڑا حصہ حدیث کی درس و تدریس میں گذرا۔ دارالعلوم کے لئے علم اور دین کے رشتوں کے علاوہ جس نے مشرق و مغرب کے اہل علم اور مسلمانوں کو ایک دھاگے میں باندھ رکھا ہے مولانا مرحوم کی خصوصی عنایتوں نے سانحہ کی شدت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ دعا ہے کہ مرحوم کے برکات جاری و ساری رہیں اور ان کے تمام متوسلین و اقارب کو صبر جمیل نصیب ہو۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق